روزنامہ الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
قائم مقام ایڈیٹر یوسف سہیل شوق
جلد 47-82 نمبر 188 | منگل 22 ربیع الثانی 1418ھ 26 ظہور 1376ہش 26 اگست 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر بات اور کام اللہ کیلئے ہونا چاہئے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں' میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کیلئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل و قال جو لیکچروں میں ہوتی ہے۔ اس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض و غایت آکر اس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا یہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 265)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یاد رکھنا چاہئے کہ سلب ایمان دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو انبیاء کے انکار سے' جس سے کسی کو بھی انکار نہیں اور یہ مسلم بات ہے۔ دوسرا اولیاء اللہ اور مامورین کے انکار سے سلب ایمان ہوتا ہے۔

انبیاء کے انکار سے سلب ایمان تو بالکل واضح امر ہے اور سب جانتے ہیں' لیکن پھر بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء کے انکار سے سلب ایمان اس لئے ہوتا ہے کہ نبی کہتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں یہ میرا قول ہے۔ یہ میرا نبی ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ میری کتاب کو مانو اور میرے احکام پر عمل کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان نہیں لاتا اور ان وصایا اور حدود پر جو اس میں بیان کئے گئے ہیں' عمل نہیں کرتا ہے۔ وہ ان سے منکر ہو کر کافر ہو جاتا ہے۔

لیکن وہ صورت جس سے اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان ہوتا ہے' اور ہے۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) یعنی جو شخص میرے ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے' وہ گویا میرے ساتھ جنگ کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 229)

خدا کے بندے اسی سے اپنی ہر خواہش اور لذت چاہتے ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ایک طرف وہ ہیں جن کے دل جھوٹ سے باندھے گئے ہیں جب آیات ان پر پڑھی جاتی ہیں ان کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں ان کے کان بہرے ہو جاتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو اپنی آنکھیں اور اپنے کانوں کو لغویات سے پھیر لیتے ہیں ان میں دلچسپی کوئی نہیں رہتی۔ مگر کچھ تو سننا ہے کچھ تو دلچسپی کے سامان کرنے ہیں جہاں ذکر الٰہی چلے وہاں ان کی آنکھیں چمک اٹھتی ہیں ان کے کانوں میں توجہ پیدا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں اچھا کیا کہا تھا آپ نے' ہمیں بھی سنائیں یہ بات۔ تو دلچسپیاں رخ بدلتی ہیں' دلچسپیاں مٹ نہیں جایا کرتیں اور پھر یہ اتنی بڑھ جاتی ہیں نیکیوں میں دلچسپیاں (-) جیسا پہلے ذکر کیا گیا ہے اسی مضمون کو خدا آگے بڑھا دیتا ہے کہ وہ کلیتہً خدا کے ہو جاتے ہیں ہر خواہش اس سے طلب کرتے ہیں۔ ہر لذت اسی سے چاہتے ہیں یہاں تک کہ اپنے دنیاوی تعلقات کی لذتیں جو عام لوگوں کو براہ راست ملتی ہیں وہ خدا کے حوالے سے لیتے ہیں' یہ عبادت کا ایک عظیم مقام ہے۔

تو کہتے ہیں (-) اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں میں یا اپنے خاوندوں میں اور اپنی اولاد میں وہ لذتیں عطا کر کہ ہم ان کے غیر سے بے نیاز ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی بیوی کے مونہہ میں اس وجہ سے لقمہ ڈالتے ہو کہ اللہ کو پسند ہے تو لقمہ ڈالنے کا مزہ تو ویسے بھی آنا تھا مگر اب دوہرا مزہ آئے گا۔ ایک محبوب نہیں دو محبوب جیت لوگے اور جو محبوب حقیقی ہے وہ بھی ساتھ جیتا جائے اور روزمرہ کی زندگی کی ایک طبعی خواہش بھی پوری ہو جائے اس سے بہتر اور کیا سودا ہو سکتا ہے۔ تو ایک مضمون اس میں یہ ہے کہ اپنی ازواج سے اور اپنی اولاد سے وہ طبعی لذتیں جو حاصل کرتے ہیں وہ اللہ کے حوالے سے حاصل کرتے ہیں اور اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں (-) اے اللہ ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

(از خطبہ 14 مارچ 1997ء)

یہ یقینی اور سچی بات ہے کہ جو خدا کے ہوتے ہیں خدا ان کا ہوتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خصوصی درخواست دعا

○ محترم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت کی صحت اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے دل کا بائی پاس آپریشن ہونے کے بعد اب نمایاں طور پر بہتر ہو رہی ہے۔ محترم ملک صاحب نے معمول کا کھانا پینا شروع کر دیا ہے۔ گزشتہ روز انہوں نے دس منٹ واک بھی کی۔ خدا کے فضل سے ہشاش بشاش ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ محترم ملک صاحب کی جلد از جلد کامل صحت یابی اور خدمت دین سے معمور فعال زندگی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

تقریب نکاح ورخصتانہ

○ مکرمہ عزیزہ سیدہ امتہ النصیر صاحبہ ایم اے۔ بنت محترم سید شہامت علی صاحب (ر) ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول' درویش قادیان کا نکاح ہمراہ مکرم مسرور احمد صاحب طور ابن مکرم مبارک احمد صاحب طور (وفات یافتہ) ناصر آباد ربوہ مورخہ 1997ء-8-3 کو بیت المبارک ربوہ میں بعوض حق مہر ایک لاکھ روپے محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل المال ثانی تحریک جدید نے پڑھا۔ تقریب رخصتانہ 97ء-8-14 کو دار الضیافت ربوہ میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر دعا محترم چوہدری اللہ بخش صادق صاحب ناظر خدمت درویشاں نے کروائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

ولادت

○ مکرم انتصار احمد صاحب نذر مربی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 22۔ اگست 1997ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے اور حضرت صاحب نے اس کا نام ابتسام احمد نذر عطا فرمایا ہے۔

نومولود مکرم چوہدری نذر احمد صاحب قانونگو کا پوتا اور مکرم ملک ارشاد الحق صاحب گلشن اقبال کراچی کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا کرے اور نیک سعادت مند بنائے۔

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

26- ظہور 1376 ہش   26- اگست 1997ء

محنت کے ساتھ دعا اور دعا کے ساتھ محنت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس اداریے کا عنوان حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا ایک نہایت ہی خوبصورت ارشاد ہے جو حضرت صاحب نے برلن میں دیئے جانے والے خطبہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات کی توضیح میں بیان فرمایا ہے۔ یہ اتنا خوبصورت جملہ ہے اور اتنی گہری اور ٹھوس سچائی ہے جو دنیا کے ہر کام میں کلید کامیابی بن سکتی ہے۔ کام چاہے دین کا ہو چاہے دنیا کا' یہ بابرکت ارشاد اس قابل ہے کہ ہر احمدی گھر میں اسے لکھ کر سامنے لٹکایا جائے اور اس ارشاد کو پوری طرح سمجھ کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیا جائے۔

ہماری جماعت دعائیں کرنے والوں کی جماعت ہے۔ ہماری جماعت کا ایک بچہ بھی دعا سے آگاہ ہے۔ ہر بڑا بھی دعائیں کرتا ہے اور ساری جماعت دعا کو اپنا سہارا سمجھتی ہے۔

لیکن اس ارشاد کا پہلا حصہ خصوصی توجہ اور غور کا محتاج ہے۔ دعا کرنا اور محنت کے ساتھ کرنا۔ یہ ہے دعا کا حق ادا کرنا۔ سرسری دعا بھی دعا ہوتی ہے مگر محنت کے ساتھ کی گئی دعا وہ دعا ہوتی ہے جو خشک لکڑی کو سرسبز کر دیتی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ کے ایک رفیق حضرت منشی اروڑے خان صاحب حضرت بانی سلسلہ کی تربیت میں دعا کا مطلب خوب سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک صاحب نے ان سے درخواست کی کہ میرے فلاں مسئلے کے لئے دعا کریں۔ حضرت منشی صاحب نے ان سے وعدہ کرلیا کہ وہ ان کے لئے دعا کریں گے۔ یہ بات ابھی ختم ہوئی تھی کہ ایک اور صاحب آگے بڑھے اور حضرت منشی اروڑے خان صاحب سے اپنے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت منشی صاحب نے جو جواب دیا وہ بظاہر حیران کن تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ابھی ان صاحب سے دعا کرنے کا وعدہ کرچکا ہوں اس لئے اب آپ کے لئے دعا نہیں کرسکتا۔ جب سائل نے ان کی طرف حیرانی سے دیکھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں اب میرے جسم میں اتنی طاقت نہیں کہ ایک وقت میں دو آدمیوں کے لئے دعا کرسکوں۔

یہ بات بتاتی ہے کہ حضرت منشی اروڑے خان صاحب کے نزدیک دعا کرنا سخت محنت کا کام تھا اور وہ اپنی کمزور صحت کی وجہ سے زیادہ محنت کرنے کے قابل نہیں تھے۔ وہ محض رسمی اور سرسری طور پر دعا کے کلمات دوہرانے کو کافی نہ سمجھتے تھے۔ وہ اس دعا کے قائل تھے جس کے بارے میں حضرت بانی سلسلہ نے ایک دفعہ فرمایا ہے کہ دعا ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے۔ یعنی اتنی محنت' اتنی توجہ اور اتنی شدت سے دعا کی جائے کہ گویا انسان مرنے کے قریب پہنچ جائے تب اس دعا کا صحیح حق ادا ہو سکتا ہے اس کے بغیر دعا ان کے نزدیک دعا ہی نہیں ہوتی۔

قارئین محترم! ہماری جماعت کے لئے یہ ایک ایسا اہم سبق ہے کہ ہم جو دن رات دعائیں کرتے نہیں تھکتے ہمیں دعا کی اس گہرائی اور شدت سے بھی آگاہ ہونا چاہئے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک اور موقع پر یہ بھی فرمایا تھا کہ دعا یہ ہے کہ

جو منگے سو مر رہے' مرے سو منگن جا

کہ دعا کریں تو اس تڑپ' لگن اور شدت سے کہ گویا جان نکلی جارہی ہو۔ دعا مانگنے والا یوں اپنی بے قراری کا اظہار کرے گویا کہ مرنے کے نزدیک پہنچ گیا ہے۔ تب یہ وہ دعا ہے جو بے خطا تیر کی طرح سیدھی آسمان پر پہنچتی ہے اور قبولیت کی خوشخبری لاتی ہے۔

زیر بحث بابرکت اور پاکیزہ ارشاد کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ دعا کے ساتھ ساتھ محنت بھی ضرور کی جائے۔ جو محنت کئے بغیر دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کے ساتھ گستاخی کرتا ہے۔ اس لئے دعا کے ساتھ ساتھ محنت اور کوشش اور تدبیر کرنا بھی قبولیت دعا کے لئے لازمی ہے۔ دعا کے ساتھ محنت کا اصول اتنا زیادہ نمایاں ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ کئی بار خدا تعالیٰ دہریہ قسم کے سائنسدانوں کی سخت اور دن رات کی محنت کو دعا کے طور پر قبول کرلیتا ہے اور ان کی تدبیر کو دعا سمجھ کر قبول کرلیتا ہے اور کسی اچانک اتفاقی طور پر ان کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

سائنس دانوں کی زندگی کے واقعات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حیران کن بات سامنے آتی ہے کہ بہت سی نئی ایجادات اور نئے سائنسی اصول محض اتفاق سے معلوم ہو گئے۔ ارشمیدس کا قانون اس وقت معلوم ہوا جب ارشمیدس نہانے کے لئے پانی کے ٹب میں داخل ہوا۔ ایکسرے شعاعوں کی دریافت ایک تجربہ کرتے ہوئے اتفاقاً معلوم ہو گئی۔ پنسلین جس نے طب کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا محض اتفاق سے دریافت ہوئی۔ حضرت بانی سلسلہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ اتفاق نہیں تھے یہ اللہ کی طرف سے اس سائنسدان کی محنتوں کا انعام تھا۔ ان محنتوں کو اللہ تعالیٰ نے دعا سمجھ کر اس کی دعا قبول فرمائی تھی۔

جیسا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے بھی اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ لوگ دعا میں لگے رہتے ہیں اور محنت کا حق ادا نہیں کرتے اور یہ امید رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کی دعائیں قبول کرکے بغیر محنت کے ان کو انعام عطا فرمادے گا۔ ایک اور خطبہ میں حضرت صاحب نے مثال دی تھی کہ ایک نوجوان ہمیشہ دعا کے لئے لکھتا تھا کہ دعا کریں میں امتحان میں اول آ جاؤں اور ہر دفعہ امتحان میں فیل ہو جاتا تھا۔ یعنی دعا تو کی مگر پڑھائی اور محنت کو بھول گیا اور یہ سمجھ بیٹھا کہ محنت کرو یا نہ کرو' اگر صرف دعا کرلی تو بیڑا پار ہے۔ اور بیڑہ ہر دفعہ غرق ہو جاتا تھا۔

حضرت امام جماعت الرابع کا جو ارشاد اس اداریے کا عنوان ہے اس پر دوبارہ غور تو کریں کہ محنت کے ساتھ دعا اور دعا کے ساتھ محنت کی جائے۔ اب اگر ایک شخص اپنے کام میں بھی محنت کرے اور پھر محنت اور توجہ اور لگن اور دلی تڑپ کے ساتھ دعا بھی کرے تو کامیابی اس کے قدم کیوں نہ چومے گی۔ پھر تو کامیابی ہاتھ باندھے اس کی غلام بن جائے گی۔

اب آخر میں سمجھنے والی بات یہی ہے کہ محنت کی توفیق بھی دعا سے مل سکتی ہے۔ اگر ایک طالب علم امتحان میں اول آنے کی دعا کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنی دعا کا رخ اس طرف موڑ دے کہ اے خدا مجھے اتنی محنت کی توفیق دے کہ میں امتحان میں اول آ جاؤں تو یہ دعا کا صحیح رخ ہو گا جو کامیابی کی طرف لے جائے گا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے جو ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے ایسے شخص کی تلاش ہے جو سخت محنت کرسکے۔ اتنی محنت کرے کہ اس کی ہڈیوں کا عرق نکل آئے اور پھر اس محنت کے بعد وہ دعا میں لگ جائے اور یہاں بھی شدید محنت کی مثال قائم کردے۔ تو ایسی دعا معجزے برپا کر دیتی ہے۔ انقلاب لے آتی ہے۔

خدا کے فرستادگان کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو کام میں اور دعا میں دونوں جگہ شدید محنت نظر آئے گی۔ نہ کام میں سستی ہو گی نہ دعا میں سستی یا کسل ہو گی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی زندگی سخت محنت اور دن رات کام سے بھرپور ہونے کے اعتبار سے ہم میں سے ہر شخص کے لئے مشعل راہ ہے۔ دن بھر سخت محنت کرنے کے بعد رات کے تیسرے پہر نیند سے بیدار ہو کر اللہ کے حضور جھک جانا دعا میں محنت کی ہی مثال ہے۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی زندگی ان دونوں محنتوں سے بھرپور نظر آتی ہے۔ تبھی تو کامیابیاں اور کامرانیاں ہاتھ باندھے ہمارے پیارے حضرت صاحب کے پیچھے چلتی نظر آتی ہیں۔ اللہ ہم میں سے ہر احمدی کو یہ طرز زندگی اپنانے کی توفیق دے۔ آمین۔

مسکرا کر اگر ملیں گے آپ
پیار کی لہر دل میں پھوٹے گی
دشمنی جائیگی پگھل یکسر
دوستی آپ کی نہ ٹوٹے گی
زندگی پر سبھی کریں گے رشک
ایسے ایسے مزے یہ لوٹے گی

ابوالاقبال

حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کے بارے میں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ارشادات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے خطبہ فرمودہ 28 فروری 1997 میں فرمایا۔

"اس وقت مجھے بعض (وفات یافتگان) کے جنازہ کا اعلان کرنا ہے۔ جن میں سے بعض کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ عباد الرحمان تھے اور جہاں تک انسان کسی انسان کو دیکھ کر ایک فیصلہ کر سکتا ہے' میرے نزدیک بعض (وفات یافتگان) ان میں سے ایسے ہیں کہ ان کے متعلق کوئی بھی شک نہیں رہتا کہ وہ خدا کے پاک بندے تھے۔ محض اس لئے نہیں کہ ان پر حسن ظن تھی' اس لئے کہ انہوں نے اپنی زندگی کے لحہ لحہ میں ثابت کیا بلکہ بعض کی تو پیدائش سے پہلے ہی ان کے رحمان کے بندہ ہونے کی خوش خبریاں دے دی گئی تھیں اور پھر رویا اور کشوف خدا تعالیٰ ان کو ہمیشہ دکھاتا رہا' عظیم نشان ان کے ہاتھ پر ظاہر فرماتا رہا لیکن وہ عاجز ایک بالکل سادہ لوح' سادہ مزاج' سادہ زندگی بسر کرنے والے اور اس طرح چلتے پھرتے تھے گلیوں میں جیسے ان کا وجود ہی کوئی نہیں۔

ان میں سے جو سب سے نمایاں قابل ذکر ہیں وہ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مبشر ہیں جن کی چند روز پہلے وصال کی اطلاع ملی ہے۔ ان کے متعلق نسبتاً زیادہ تفصیل سے کچھ کہنے کی ضرورت ہے باقی میں نام پڑھ دوں گا اور ان کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا اس وقت میں' نہ جمعہ اس مقصد کے لئے ہوتا ہے کہ (وفات یافتگان) کی زندگی کی تفاصیل بیان کی جائیں مگر بے حد نیک بندے تھے ان کے لئے ہم (۔) جنازہ جمعہ اور عصر کی (عبادات) کے معاً بعد ادا کریں گے۔

مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کی زندگی کے بعض ایسے پہلو ہیں جو اس وقت بھی نشان تھے' آج بھی نشان ہیں۔ آپ 1909ء میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک رفیق حضرت چوہدری غلام حسین صاحب کو عطا ہوئے۔ آپ سے پہلے نو بچے پیدا ہو چکے تھے جو نو کے نو مر گئے ایک بھی نہیں بچا۔ حضرت غلام حسین صاحب (۔) کو اللہ تعالیٰ نے رویا میں دکھایا کہ یہ بچہ ہے اس کی شکل دیکھ لو یہ آنے والا ہے اور یہ زندہ رہے گا۔ چنانچہ آپ پیدا ہوئے تو آپ نے سب جگہ اعلان کر دیا' بیوی کو بھی بتا دیا بالکل نہ فکر کرنا یہ زندہ رہے گا یہ کبھی نہیں مر سکتا یعنی جس مقصد کے لئے خدا نے عطا کیا ہے اسے پورا کئے بغیر نہیں مرے گا۔ اور پھر اس نشان کو اور زیادہ پختہ کرنے کے لئے بعد میں دو بیٹیاں اور عطا کیں' وہ دونوں بھی مر گئیں۔ پہلی اولاد میں سے نو میں سے ایک بھی نہیں بچا' یہ زندہ رہے اور ان کی شکل بھی بالکل وہ بیان فرماتے تھے کہ ایسی ہی تھی' یہی مجھے بچہ دکھایا گیا تھا۔ اور اس کے بعد آپ کی زندگی جو تھی وہ واقعی ایک ایسے بچے کی صورت میں آگے بڑھی ہے جو خدا تعالیٰ کسی خاص مقصد کے لئے پیدا فرماتا اور چن لیتا ہے اسے۔ آپ نے 1928ء میں اپنی زندگی وقف کی۔ 1935ء میں ایک اعلان حضرت نذیر احمد صاحب علی کی طرف سے ہوا جو افریقہ کے (مربی) تھے اور بہت عظیم قربانیاں انہوں نے وہاں خاص طور پر سیرالیون میں بڑی خدمات سرانجام دی ہیں کہ غانا کے لئے ہمیں ایسے ایک واقف زندگی کی ضرورت ہے جو کوئی مطالبے نہ کرے' غالباً حضرت (امام جماعت احمدیہ الثانی) کے فرمانے پر انہوں نے یہ اعلان کیا ہوگا اپنی طرف سے تو ایسا کرنے والے نہیں تھے' کوئی شرطیں نہ ہوں۔ اس وقت یہ آگے آئے اور ان شرطوں میں یہ بھی بات تھی کہ اپنا خود گزارہ کرو' کھاؤ' کماؤ' جماعت پیسے بھی نہیں بھیج سکتی۔ چنانچہ افریقہ میں انہوں نے ایسے سخت آزمائش کے سال دیکھے ہیں کہ مجھے انہوں نے خود بیان کیا تھا کہ مہینوں وہ روٹی یا جو چیز بھی مہیا ہوتی تھی وہاں اس کے ساتھ نمک مرچ کے سوا میں نے کچھ نہیں کھایا لیکن جماعت سے نہیں مانگا۔ روانہ ہونے سے پہلے جب آپ کو 1936ء میں خدمت کے لئے بھجوایا گیا ہے تو آپ کی شادی حضرت بھائی جی ڈاکٹر محمود احمد صاحب کی بیٹی آمنہ بیگم سے ہوئی لیکن نکاح ہوا اور پھر گیارہ سال تک غانا میں جدا رہے ہیں' مڑ کے خبر نہیں لی۔ نہ جماعت کے پاس پیسے تھے کہ ان کو بلاتی۔ گیارہ سال کے بعد بلایا ہے۔ سال بعد پھر غانا چلے گئے پھر پانچ سال ٹھہرے' پھر آئے پھر ایک سال رہے بیوی کے ساتھ پھر غانا اور پچیس سال کا عرصہ انہوں نے اس طرح خدمت دین میں اپنے گھر سے جدا گزارا ہے۔ اور وہاں جو ان کے واقعات ہیں وہ تو حیرت انگیز ہیں کس طرح خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا رہا اور حیرت انگیز نشان دکھاتا رہا ہے اور بعض دفعہ ایک غریبانہ جو بات کہہ دیتے تھے' تعلّی نہیں ہوا کرتی وہ' غریبانہ خدا پر ایک توقع ہوا کرتی ہے اس توقع میں یہ بات کہہ دیا کرتے تھے' یہ ہوگا اور ہو جایا کرتا تھا۔ بہت ہی پاکیزہ وجود' سادہ زندگی بسر کرنے والے۔ جو خدمت کے مواقع ملے ہیں دین میں اصل تو وہی ہیں جو میدان عمل میں تھے۔ یہاں آکر جو نظام سے تعلق کی خدمت آپ نے سرانجام دی ہے اس میں نائب وکیل التبشیر رہے ہیں' قائمقام وکیل التبشیر رہے ہیں۔ پھر قائمقام وکیل اعلیٰ رہے ہیں۔ پھر نائب صدر مجلس تحریک جدید بھی رہے ہیں۔ مجلس افتاء اور کارپرداز میں کام کیا۔ ناظم دارالقضاء رہے۔ وکیل التعلیم رہے تو اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور بے انتہاء رحمتیں نازل فرمائے ان پر' ان کی ساری اولاد پر اور اولاد در اولاد پر۔ وہ یاد رکھیں کہ کس باپ کے بیٹے تھے جس کی پیدائش بھی نشان تھی' جس کا زندہ رہنا

باقی صفحہ 6 پر

مرزا خلیل احمد قمر

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی راست گفتاری کا نمونہ

مولوی فضل الدین صاحب لاہور چیف کورٹ (موجودہ پنجاب ہائی کورٹ) کے مشہور دیندار وکیل تھے۔ اسلامی اور قومی کاموں میں پچھلی نصف صدی اول میں وہ پیش پیش رہے ہیں۔ مکرم مولوی صاحب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے کئی مقدمات میں بطور وکیل پیش ہوتے رہے۔ جس سے ان کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے کیریکٹر اور اخلاق کو قریب سے بغور دیکھنے کا موقعہ ملا۔ مکرم مولوی صاحب مقدمہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے وکیل تھے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کیپٹن ولیم ڈگلس کی عدالت میں اقدام قتل کا مقدمہ دائر کیا تھا۔ جو 7۔اگست 1897ء تا 23۔اگست 1897ء تک زیر سماعت رہا۔ اس مقدمہ میں عیسائیوں کی طرف سے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک مسلمان علماء کی طرف سے مولوی محمد حسین بٹالوی اور آریوں کی طرف سے پنڈت رام بھجوت وکیل جو آریہ تھے اور عیسائیوں کی طرف سے بلا فیس مقدمہ کی پیروی کرتے رہے تاکہ ان کو لیکھرام کے قتل کے سلسلہ میں کچھ سراغ مل سکے۔

اس کیس کے سلسلہ میں مولوی فضل الدین صاحب وکیل لاہور جو احمدی نہیں تھے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی راست گفتاری صداقت شعاری اور جھوٹ سے نفرت سے بہت متاثر ہوئے۔ اس سلسلہ میں لالہ دینا ناتھ ایڈیٹر دیش و ہندوستان نے مولوی فضل الدین صاحب وکیل کے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بلند کردار اور اخلاق کے سلسلہ میں مکرم سید دلاور شاہ صاحب بخاری کے سامنے حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی سے اس مقدمہ کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ میرے دل میں مرزا صاحب کی کس قدر عظمت ہے؟ میں ان کا مقام اور مرتبہ بہت عظیم الشان سمجھتا ہوں.... ایک مہاپرش اور روحانی لحاظ سے بہت بڑے مرتبہ کے انسان تھے اور میرا یہ عقیدہ ان کے متعلق ایک واقعہ سے ہوا۔ حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء کو آپ جانتے ہیں اور مولوی فضل الدین صاحب وکیل کو بھی۔ حکیم صاحب کے مکان پر اکثر دوستوں کا اجتماع شام کو ہوا کرتا تھا۔ میں بھی وہاں چلا جاتا تھا۔ ایک روز وہاں کچھ احباب جمع تھے اتفاق سے مرزا صاحب کا ذکر آ گیا۔ ایک شخص نے ان کی مخالفت شروع کر دی لیکن ایسے رنگ میں کہ وہ شرافت و اخلاق کے پہلو سے گری ہوئی تھی۔ مولوی فضل الدین صاحب مرحوم کو یہ سن کر بہت جوش آگیا اور انہوں نے بڑے جذبہ سے کہا کہ میں مرزا صاحب کا مرید نہیں ہوں اس کے دعاوی پر میرا اعتقاد نہیں اس کی وجہ خواہ کچھ ہو لیکن

"مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت اور اخلاقی کمال کا میں قائل ہوں"

میں وکیل ہوں اور ہر قسم کے طبقہ کے لوگ مقدمات کے سلسلہ میں میرے پاس آتے ہیں اور ہزاروں کو میں نے اس سلسلہ میں دوسرے وکیلوں کے ذریعہ بھی دیکھا ہے بڑے بڑے نیک نفس آدمی جن کے متعلق کبھی وہم بھی نہیں آسکتا تھا۔ کہ وہ کسی قسم کی نمائش یا ریاکاری سے کام لیں گے انہوں نے مقدمات کے سلسلے میں اگر قانونی مشورہ کے ماتحت اپنے بیان کو تبدیل کرنے کی ضرورت سمجھی بلا تامل بدل دیا۔ لیکن میں نے

"اپنی عمر میں مرزا صاحب ہی کو دیکھا ہے۔ جنہوں نے سچ کے مقام سے قدم نہیں ہٹایا"

میں ان کے ایک مقدمہ میں وکیل تھا اس مقدمہ میں میں نے ان کے لئے ایک قانونی بیان تجویز کیا اور ان کی خدمت میں پیش کیا انہوں نے اسے پڑھ کر کہا کہ اس میں تو جھوٹ ہے۔

میں نے کہا کہ ملزم کا بیان حلفی نہیں ہوتا اور قانوناً اسے اجازت ہے کہ جو چاہے وہ بیان کرے اس پر آپ نے فرمایا قانون نے اسے یہ تو اجازت دے دی ہے کہ جو چاہے بیان کرے۔ مگر "خدا تعالیٰ نے تو اجازت نہیں دی کہ وہ جھوٹ بھی بولے"

اور نہ قانون ہی کا یہ منشا ہے پس میں کبھی ایسے بیان کے لئے آمادہ نہیں ہوں جس میں واقعات کے خلاف ہو' میں صحیح صحیح امر پیش کروں گا۔

مولوی صاحب کہتے تھے کہ میں نے کہا کہ آپ جان بوجھ کر بلا میں ڈالتے ہیں انہوں نے فرمایا:۔

"جان بوجھ کر بلا میں ڈالنا یہ ہے کہ میں قانونی بیان دے کر ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے خدا کو ناراض کر لوں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا خواہ کچھ بھی ہو"

لالہ دینا ناتھ صاحب بیان کرتے تھے کہ مولوی فضل الدین صاحب کہتے تھے کہ یہ باتیں مرزا صاحب نے ایسے جوش سے بیان کیں کہ ان کے چہرہ پر ایک خاص قسم کا جلال اور جوش تھا۔

میں نے یہ سن کر کہا کہ پھر آپ کو میری وکالت سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا اس پر انہوں نے فرمایا کہ

"میں نے کبھی وہم بھی نہیں کیا آپ کی وکالت سے فائدہ ہوگا یا کسی اور شخص کی کوشش سے فائدہ ہوگا۔ اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی مخالفت مجھے تباہ کر سکتی ہے میرا بھروسہ تو خدا پر ہے۔ جو میرے دل کو دیکھتا ہے۔ آپ کو وکیل اس لئے کیا ہے کہ رعایت اسباب ادب کا طریق ہے اور میں چونکہ جانتا ہوں کہ آپ اپنے کام میں دیانت دار ہیں اس لئے آپ کو مقرر کر لیا ہے۔"

مولوی فضل الدین صاحب کہتے تھے کہ میں نے پھر کہا کہ میں تو یہی بیان تجویز کرتا ہوں مرزا صاحب نے کہا کہ

"نہیں جو بیان میں خود لکھتا ہوں نتیجہ اور انجام سے بے پرواہ ہو کر وہی داخل کر دو اس

باقی صفحہ 6 پر

یادرفتگان

مکرمہ ثریّا خانم صاحبہ

زاہدہ خانم

میری پیاری بہن ثریا خانم اہلیہ مکرم جاوید احمد جاوید مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ عرصہ ایک سال بریسٹ کینسر جیسی موذی مرض میں مبتلا رہ کر 28 فروری 1997ء بوقت آٹھ بجے صبح اس دار فانی سے رخصت ہو کر اپنے مالک حقیقی سے جاملیں۔

میری بہن جس نے اپنی اس ناپائیدار زندگی کی صرف 42 بہاریں دیکھی تھیں نے ایک سال Breast Cancer کا انتہائی صبر و تحمل سے مقابلہ کیا اور اس جان لیوا مرض کے باوجود راضی برضا رہیں۔ صبر و شکر کے ساتھ بہادری اور حوصلہ کے ساتھ مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ کبھی بھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا بلکہ علاج معالجہ کے ساتھ ساتھ حضرت امام جماعت الرابع کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھتی ہومیو پیتھی ایلوپیتھی ہر ممکن علاج اور دردمندانہ دعاؤں کے باوجود۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

دنیا میں شائد ہی کوئی ایسی مثال ہو کہ کسی کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا مریض نے بیماری کے ساتھ ساتھ سروس بھی جاری رکھی ہو۔ مگر آفرین ہے ایسی صابرو شاکر بہن پر جس نے بیماری کے باوجود عائشہ اکیڈمی ربوہ میں احسن رنگ میں فرض شناسی اور انتہائی محنت سے تمام تدریسی فرائض باقاعدہ ادا کئے صرف وفات سے ایک ماہ قبل جبکہ ٹانگوں نے چلنے پھرنے سے بھی جواب دے دیا تمام جسمانی قویٰ بری طرح متاثر ہو گئے اس وقت بھی سروس نہیں چھوڑی بلکہ 28 فروری تک رخصت لی ہوئی تھی اور یہی عارضی رخصت دائمی رخصت بن گئی۔

بڑی ہی خوددار' دعاگو کم گو عبادت گزار فرض شناس اور راضی برضا وجود تھی۔ روزانہ علی الصبح اٹھ کر تہجد کی ادائیگی اور پھر فجر کے بعد تلاوت کرتی اور صبح دوپہر کا اکٹھا کھانا بنا کر روزانہ دار العلوم شرقی سے مسافت طے کرنے کے بعد اکثر پیدل پڑھانے جاتی جب کمزوری کا احساس شدت سے ہونے لگا تب گھر کے ساتھ ہی خدا نے رکشا کا بھی انتظام کر دیا۔ تمام دکھ اپنے سینہ میں دبائے باقاعدہ اس طرح ڈیوٹی پر جاتی جیسے کوئی صحت مند فرد جا رہا ہو۔ غیر اللہ کے سامنے جھکنا یا رونا بالکل پسند نہ تھا سارا درد دعاؤں میں بہاتی۔ جب بھی کوئی حال احوال پوچھتا فوراً جواب دیتی ٹھیک ہوں۔ شدید سردرد اور انتہائی تکلیف دہ گھڑیوں میں بھی خدا کا ذکر زبان پر جاری رہتا تھا۔

تعلیمی ریکارڈ بھی انتہائی قابل رشک تھا۔ دہم کلاس سے لے کر ایم اے عربی تک ہمیشہ میرٹ سکالر شپ حاصل کیا۔ اپنے وقت کی بہترین طالب علم تھی۔ انتہائی نامساعد حالات میں حد درجہ سادگی محنت اور لگن سے 1975ء میں فرسٹ پوزیشن میں ایم اے عربی ربوہ سے کیا۔

بفضل خدا موصیہ تھی۔ اور 1/7 حصہ کی وصیت تھی خدا کے فضل سے بوقت وفات سارا چندہ مکمل ادا ہو چکا تھا۔ ایک دفعہ بڑی خوشی سے مجھے کہا کہ آپا "مجھے اس وقت بے حد خوشی اور دلی مسرت ہوتی ہے جب اکیڈمی سے سارا چندہ کاٹ کر مجھے تنخواہ ملتی ہے" ایک مربی کے ساتھ محنت اور کفایت شعاری سادگی کے ساتھ گزارا کیا اور اپنی تمام نفسانی خواہشات کو دبا کر پروقار بارعب زندگی گزاری۔ اپنے بچوں پر ساری توجہ مرکوز تھی۔ بڑا بیٹا صرف چار سال کی عمر میں ناظرہ کلام پاک پڑھ چکا تھا۔ اور اب حافظ کلاس میں حفظ کر رہا ہے۔ خدا کرے مکمل حفظ کرنے کے بعد اپنی والدہ کے لئے صدقہ جاریہ بن جائے۔

چھوٹا بیٹا عمر سات سال تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ سات سال سے گیارہ سال تک تینوں بیٹے باقاعدہ عبادت باجماعت ادا کرنے بیت الاحمدیہ جاتے ہیں۔

عزیزہ ثریا خانم کو شادی سے قبل حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کی زیر نگرانی مکرمہ صفیہ عزیز صاحبہ۔ مکرمہ اسماء خلیل صاحبہ اہلیہ مرزا خلیل احمد صاحب کے ساتھ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ میں اہم ترین عہدوں پر بے لوث کام کرنے کا موقع ملا۔ کافی عرصہ لجنہ مرکزیہ میں بلا معاوضہ خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔ حضرت چھوٹی آپا جان کو بھی میری بہن کے ساتھ بے حد پیار تھا۔ ایک دفعہ عائشہ اکیڈمی کسی فنکشن میں آپا جان تشریف لائیں تو فرمایا "ثریا تم تو عید کا چاند بن گئی ہو" اسی طرح مکرمہ صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ کے ساتھ بھی بہت محبت اور پیار کے تعلقات تھے۔ بیماری کے دوران صاحبزادی صاحبہ از خود تشریف لاتی رہیں۔ عیادت کے لئے آنے والی خواتین کے لئے خورونوش اور مہمان نوازی کے لئے اپنی تکلیف بھول جاتی اور بار بار چائے بوتلیں پلانے کے لئے گھر والوں کو توجہ دلاتی۔

جلسہ سالانہ پر تقاریر۔ تلاوت اس قدر خوش الحانی سے کرتی کہ بے اختیار موثر آواز دل میں اتر جاتی۔ درد و سوز میں ڈوبی نظم سن کر آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔ طرز بیان ایسا اعلیٰ اور ٹھوس کہ علم و عرفان کا بحر بیکراں تھا۔ کلام الٰہی کے علوم کا گہرا عرفان تھا۔ اجتماع وغیرہ کے لئے کسی نے بھی تقریر لکھوانی ہوتی۔ ایسی خوبصورت تحریر اور طرز بیان ایسا عمدہ کہ انسان حیران رہ جاتا۔ افسوس صد افسوس اس بے ثبات زندگی نے وفا نہ کی۔ اور اپنے زیور تعلیم سے بھی خود بھی آراستہ نہ ہو سکی کہ تقدیر مبرم غالب آگئی اور وہ دل ہلا دینے والی گھڑی اتنی جلدی آگئی جس کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے تھے۔

آخر اس موذی جان لیوا بیماری نے اس قدر تیزی سے اپنا زور دکھایا کہ اس بہادر با حوصلہ اور صابر و شاکر بہن نے اس بیماری کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے موت کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اپنے لاڈلے معصوم اور کم سن چھ بچوں کو چھوڑ کر خدائے ازلی ابدی کے حضور حاضر ہو گئی۔

اے خدا تو اچھی طرح جانتا ہے کہ بچے اپنی والدہ سے اس وقت بچھڑے ہیں جب کہ ان بچوں کو اپنی ماں کی شفقت بھری گود کی بے حد ضرورت تھی مگر تیرا ہر کام حکمت سے پر ہوتا ہے اور تو حی و قیوم خدا ہے ان بچوں کو اپنی صفت ربوبیت اور رحمانیت کے ٹھنڈے سایوں تلے پروان چڑھانا اور ہمیشہ اپنی ہی کفالت میں رکھنا۔ اور میری بہن جو اولاد کے لئے نیک تمنائیں اپنے ساتھ لے گئی ہے ان کو ضرور پورا کرنا۔ میرے بہنوئی کے لئے خاص طور پر درخواست دعا ہے جو دو دفعہ اپنی ازدواجی زندگی میں اپنی بیویوں سے محروم ہوئے ہیں۔ سب سے پہلی بیوی میری چھوٹی بہن عابدہ خانم بلڈ پریشر بڑھ جانے سے اچانک ایک بیٹی چھوڑ کر وفات پا گئیں اور اب دوسری بیوی پانچ کم سن بچے اپنی یادگار چھوڑ کر داغ مفارقت دے گئیں ان دو بیویوں کا یکے بعد دیگرے وفات پا جانا میرے بہنوئی کے لئے ناقابل برداشت صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی اور حوصلہ کے ساتھ ان تمام بچوں پر سلامت رکھے اور میری دونوں بہنوں کی مغفرت فرماتے ہوئے اپنی رضا کی جنتوں کا وارث بنائے۔

موت نے چھینا ہے ہم سے جسم خاکی بالیقین
چھین لے وہ ہم سے تیری یاد یہ ممکن نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

محترمہ سردار بی بی صاحبہ آف چک کالا

امتہ المتین مبشر

میری پیاری نانی جان کا نام سردار بی بی زوجہ غلام نبی تھا آپ تقریباً 1902ء کو پیدا ہوئیں اور 1981ء کو تقریباً 79 سال کی عمر میں وفات پائی آپ نے خود احمدیت قبول کی تھی۔ اگرچہ آپ ان پڑھ تھیں لیکن اپنے بھائی چوہدری سردار خاں کے ذریعہ احمدیت قبول کی ہمارے نانا جان نے 1975ء میں احمدیت قبول کی کہ آپ نہ صرف اپنے خاندان بلکہ اپنے گاؤں میں اکیلی احمدی خاتون تھیں۔ آپ چلتے پھرتے اپنے گاؤں میں دعوت الی اللہ کرتی تھیں آپ کی اولاد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری احمدی ہوئی آپ نے 1933ء میں احمدیت قبول کی جبکہ آپ شادی شدہ تھیں اور دو تین بچوں کی ماں تھیں۔ پھر آپ نے بچوں کو گود میں لے کر ناظرہ کلام الٰہی پڑھا زندگی کے آخری دن تک آپ روزانہ دو تین سپارے تلاوت کرتی تھیں۔ آپ کو عشق کی حد تک احمدیت سے محبت تھی۔ آپ بہت نڈر اور بہادر خاتون تھیں۔

اکثر سورتیں یاد کر رکھی تھیں۔ احمدیت کے اکثر مسائل زبانی یاد تھے۔

خود ان پڑھ خاوند غیر احمدی گاؤں میں کوئی احمدی نہیں پھر بھی بچوں کو احمدیت کے متعلق بتایا یہ صرف نانی جان کی احمدیت سے سچی محبت کا نتیجہ تھا۔ ہر قسم کی بدرسموں سے پرہیز کرتی تھیں۔ پہلے قادیان بھی جلسہ سالانہ پر جاتی رہیں پھر ربوہ بھی بڑے شوق سے جلسے پر آتی رہیں۔ جمعہ کا دن تو گویا آپکے لئے عید کا دن ہوتا۔ صبح کی عبادت اور ناشتہ سے فارغ ہونے پر جمعہ کی تیاری کر کے 11 بجے کے قریب گھر سے روانہ ہو کر شہر گجرات یا شیخ پور جا کر جمعہ ادا کرتی تھیں۔

ہم نے اپنی زندگی میں انکو رات کا اکثر حصہ عبادت کرتے اور تلاوت کرتے دیکھا۔

نانا جان احمدی نہیں تھے اور گھر میں غربت بھی تھی لیکن چندے ضرور ادا کرتی تھیں اس کے لئے خود محنت کر کے رات کو چرخہ کاتتیں کپاس بیلتیں گاؤں سے دیسی گھی لا کر شہر فروخت کرتیں جو آمدنی ہوتی اس سے وہ اپنے چندے ادا کرتیں۔ میں چونکہ بڑی نواسی تھی اس لئے خاکسارہ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ گھر میں الفضل یا جماعتی رسالے وغیرہ آتے تو خاکسارہ کو کہتیں کہ مجھے پڑھ کر سناؤ۔ پھر درثمین کی نظمیں خاکسارہ سے سنتیں پھر انکو ترنم سے پڑھتیں۔

میں نے انکو اکثر ذکر الٰہی کرتے دیکھا۔ زندگی کے آخری سالوں میں صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی تھی اکثر پورے روزے رکھتیں۔

ایک دفعہ بیت مبارک میں بھی اعتکاف بیٹھیں۔

قادیان کے اکثر واقعات ہمیں سناتیں پھر 53ء کے حالات ہمیں بتایا کرتیں۔ ربوہ میں جلسوں پر بڑے شوق سے آکر حضرت بانی سلسلہ کے خاندان کے گھروں میں جاتیں۔ خاص کر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ سے بڑی عقیدت سے ملا کرتی تھیں۔

جماعت کے مربیان اور مرکز کے نمائندوں کی بڑی عزت و احترام کیا کرتی تھیں۔

آپ اکثر دعا کرتیں کہ اے خدا مجھے چلتے پھرتے لے جانا۔ چنانچہ آپ کی دعا کے مطابق ہی ہوا۔ جمعہ کے دن گھر سے تقریباً 11 بجے کے قریب تیاری کر کے شہر گجرات جمعہ پڑھنے گئیں۔ وہاں جمعہ پڑھا پھر اپنے ایک ملنے والے کے گھر گئیں۔ وہاں عصر پڑھنے کے لئے جائے نماز پر کھڑی ہوئی ہی تھیں کہ آخری بلاوا آگیا برین ہیمرج ہوا۔ بے ہوش ہو گئیں اور رات 9 بجے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند کرے بڑی فعال زندگی گزاری۔ اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند کرے اور انکو اپنی رحمت کے سائے تلے رکھے۔ آمین۔

یاد رکھو کوئی جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو فائدہ مند نہیں ہو سکتی جیسا کہ خدا تعالیٰ کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے ایسے ہی تمہارے رکوع اور سجود بھی نہیں پہنچتے۔ جب تک ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

اردشیر کاؤس جی۔ "مہمان کالم" بشکریہ روزنامہ خبریں 12۔ اگست 1997ء

پچاسویں سالگرہ پر قائداعظم کا اپنے مزار سے خطاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سات اگست 1947ء کو اپنی زندگی کا مقصد عظیم حاصل کرلینے کے بعد محمد علی جناحؒ دہلی سے پرواز کرکے کراچی آئے۔ آج سے پچاس برس قبل آج ہی کے دن انہوں نے اپنی اس تقریر کی تیاری پر جانکاہ محنت کی' جو انہوں نے اگلے دن پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں کرنی تھی۔ ان کی 11۔ اگست 1947ء کی تقریر ان کے ایقان اور اعتقاد کی نمائندہ تقریر ہے۔ جب کبھی ملک پر مصیبت نازل ہوتی ہے' بدامنی کا دور دورہ ہوتا ہے اور قتل وغارت گری پھیل جاتی ہے تو اکثر اوقات اس تقریر کا ہی حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس قسم کے مواقع پر لوگ باگ حسب ضرورت اس تقریر کو مسخ کرلیتے ہیں' لیکن اس تقریر میں انہوں نے جو کچھ کہا تھا اس پر پاکستان کے کسی شخص نے یا ان لوگوں نے جو بعد میں ملک کی باگ ڈور اور اقتدار سنبھالنے کے لئے آگئے تھے' عمل کیا اور نہ ان کے الفاظ کی کبھی عزت افزائی کی۔

محمد علی جناحؒ کی ترجیحات درست تھیں' انہوں نے جو خدشات محسوس کئے تھے ان کی بنیاد بھی ناواجب نہیں تھی۔ انہوں نے ابتدا ہی میں ملک کے کسی سرکاری افسر کے "پہلے فرض" کی تعریف کردی تھی اور کہا تھا کہ "سرکاری افسر کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ قانون نافذ کرے اور امن قائم رکھے' تاکہ ریاست کی رعایا کی جان' مال اور مذہبی عقائد کی پوری حفاظت کی جاسکے۔" اس کے بعد انہوں نے ایک سب سے بڑی لعنت کا ذکر کیا' جس میں برصغیر مبتلا تھا۔ یہ لعنت دوسرے ممالک میں بھی موجود تھی' لیکن دیگر تمام ممالک کے برعکس برصغیر ہندوستان اس لعنت میں سب سے زیادہ ملوث تھا۔

یہ سب سے بڑی لعنت رشوت اور کرپشن تھی۔

ان کی نظر میں رشوت زہر تھی' کرپشن ناسور تھا' جو جسم کو چاٹ جاتا ہے۔ انہوں نے کہا "اس لعنت سے ملک کو فولادی ہاتھوں سے پاک کرنا لازم ہے۔"

انہوں نے مزید جن سماجی لعنتوں کا ذکر کیا وہ حسب ذیل ہیں۔

1 چوربازاری (بلیک مارکیٹنگ)

2 اقرباء پروری اور رشتہ دار نوازی

3 سرکاری عہدے سے غیر دیانتدارانہ مفاد پروری۔

یہ لعنتیں ایسی تھیں۔ جنہیں وہ ہرگز برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ برصغیر ہندوستان کی تقسیم کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ تقسیم کے بغیر چارہ نہیں تھا۔ اس کا دوسرا کوئی متبادل حل موجود نہیں تھا۔ ہندوستان متحد رہتا تو کبھی چل نہ سکتا۔ انہوں نے اپنے عوام سے کہا کہ وہ ماضی کو فراموش کردیں' نفرت کو دفن کردیں اور رنگ' نسل' ذات اور فرقے کے امتیاز کو خاطر میں لائے بغیر مل جل کر کام کریں۔ جب اس ملک میں ہر شخص کو برابر کے شہری کی حیثیت حاصل ہوگی۔ اس کے حقوق فرائض اور مراعات یکساں ہوں گے تو صرف اس صورت میں یہ ملک ترقی کی راہ پر یقینی طور پر گامزن ہوگا۔

جناح نے کہا کہ ان کے پاکستان میں کوئی قوم اکثریت میں ہوگی اور نہ اقلیت میں' سب لوگ پاکستان کے عوام ہوں گے۔ ہندوستان آزادی کے حصول میں اس لئے ناکام رہا تھا کیونکہ یہ ملک ذات پات میں منقسم تھا۔ اگر ہندوستان کے سب عوام کے اجسام اور روحیں یک جان و متحد ہوتیں تو انہیں اتنے طویل عرصے تک غلام نہ رکھا جاسکتا۔ نئی قوم کے نئے پاکستانیوں کو ماضی کی ان بیوقوفیوں سے سبق حاصل کرنا چاہئے' جن سے برصغیر کی تفریق اور تقسیم عمل میں آئی۔

اس کے بعد ان کی تقریر اپنے مرکزی نکتے کی طرف بڑھی' اس نکتے نے ہی اس تقریر کو فرمان امروز کا درجہ دیا۔ اپنے عوام سے انہوں نے کہا۔

"آج آپ آزاد ہیں' آپ اپنی مسجدوں میں جانے کے لئے آزاد ہیں۔ پاکستان میں جہاں کسی کی عبادت گاہ ہے' وہ وہاں جانے کے لئے آزاد ہے۔ آپ کا تعلق خواہ جس مذہب' عقیدے اور فرقے سے ہو.... اس کا واسطہ ریاست کے امور سے نہیں ہے۔" انہوں نے اپنی مقننہ سے کہا کہ "اس نصب العین کو اپنے سامنے رکھو۔"

انصاف اور مساوات جناح کے رہنما اصول تھے۔ یہ ان کی اخلاقیات کے بنیادی نکات تھے۔ انہوں نے تلقین کی کہ مقننہ بھی اخلاقیات کے یہ بنیادی نکتے اختیار کرے اور ان پر عمل کرے۔

محمد علی جناحؒ اس تقریر کے بعد صرف گیارہ ماہ زندہ رہے۔ وہ ٹی بی کے موذی مرض میں مبتلا تھے اور آہستہ آہستہ موت کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس تمام عرصے میں انہوں نے پوری کوشش کی کہ انہوں نے جو ملک تشکیل دیا تھا اسی میں ایسے مضبوط و مستحکم اداروں کی بنیاد رکھ دی جائے' جو ہمیشہ قائم رہیں' لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے۔ اولاً اداروں کی تشکیل کے لئے انہیں مناسب وقت نہیں ملا تھا۔ ثانیاً ان کے بعد آنے والے سیاستدانوں میں جناح کے اوصاف کا فقدان تھا۔ ان کے ساتھ جو معاونین تھے اور وہ لوگ جو ان کے بعد منظر سیاست پر طلوع ہوئے' وہ ان جیسے نہیں تھے۔ ان لوگوں کے اذہان میں مستقبل کا کوئی وزن نہیں تھا۔ انہیں خداوند کریم نے جذبے سے یکسر محروم رکھا تھا۔ ان لوگوں نے وہ تمام کام کئے جن کو جناح نے ممنوع قرار دیا تھا۔ جناح نے اپنی چھٹی حس سے یہ پیش گوئی کی تھی کہ مستقبل میں یہاں جو حکومت بھی آئے گی وہ سابقہ حکومت سے بہتر نہیں بلکہ بدتر ہوگی۔

صدر فاروق احمد خان لغاری اور وزیر اعظم نواز شریف نے اعلان کیا تھا کہ اس برس 14۔ اگست کو وہ قوم کو مزار قائد سے خطاب کریں گے۔ یہ مزار اب تحرک و تحریک سے محروم ایک مقدس مزار ہے۔ تاہم اس کے گرد سخت حفاظتی انتظامات ضروری ہیں اور کراچی میں بدامنی کا دور دورہ ہے' اس لئے اب انہوں نے اپنے اس پروگرام کو تبدیل کردیا ہے' اب وہ ہوائی جہاز سے کراچی میں اتریں گے اور جلدی جلدی "فاتحہ خوانی" کرکے واپس پرواز کر جائیں گے۔ اس موقع پر شاید وہ جناح سے معافی کے خواستگار بھی ہوں۔ لیکن بانی پاکستان انہیں اپنے مزار کی گہرائیوں سے جو کچھ کہیں گے' وہ اس پر بالکل کان نہیں دھریں گے۔ بانی پاکستان محمد علی جناح ان سے کہیں گے۔

"ان سب لوگوں نے جنہوں نے اس ملک پر حکمرانی کی اور پاکستان کی عنان اقتدار ہاتھ میں لی۔ اجتماعی طور پر اور عیاشیانہ اور فاسقانہ انداز میں اپنے عوام کے اعتقاد و اعتماد کو شکستہ کیا ہے۔ تم نے عوام سے غداری کی' میرے ساتھ بے وفائی کی' اب مجھے نہ تو حیرانی ہے اور نہ پریشانی ہے۔ میں نے تو بہت عرصہ پہلے تمہاری ذہانت کا اندازہ لگالیا تھا۔ (پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ اندازہ کتنا درست تھا) مجھے اس خیال پر پہلے یقین نہیں آتا تھا اور اس عدم یقینی کا نتیجہ ہی تھا کہ میں نے ابتدا میں متحدہ ہندوستان کی جو حمایت کی تھی' بعد میں اس حمایت کے موقف کو مسترد کردیا اور تمہارے لئے ایک علیحدہ قومیت کا تصور ابھارا اور ایک الگ خطہ زمین حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کردی' تاکہ تم یہاں تربیت حاصل کرسکو' قوم نشوونما پاسکے۔ اس ملک میں نہ صرف تم زندہ رہو' بلکہ ترقی بھی کرو اور ایسا ملک تعمیر کردو جسے تمہاری اولادیں بڑے فخر سے اپنا وطن کہیں۔ میری عمر نے یاوری نہ کی' لیکن دستیاب حالات اور محدود زندگی کے باوجود مجھ سے جو کچھ ہوسکا وہ میں نے سرانجام دیا۔

اب اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کہ میں تمہاری غلطیوں اور بداعمالیوں کا شمار کروں' تمہارے دانستہ اور غیر دانستہ گناہ گنواؤں یا ان نقصانات عظیم کا تذکرہ کروں جو تم نے اس ملک کو پہنچائے۔ کائنات کے سب سے بڑے جج نے تو مجھے تو بہت عرصہ پہلے معاف کردیا تھا۔ اب میرے دوام کا انحصار میری کامیابیوں پر ہے۔ لیکن تمہیں جو فرض تفویض ہوا تھا وہ ادا نہیں ہوا اور تم ناکام ہوگئے۔ اس ملک میں تم نے جو کچھ کیا ہے اس سے بہتر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ پے درپے فاش غلطیاں کرتے چلے گئے اور قزاقی' سفاکی' کرپشن' بدعنوانی اور لوٹ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آدھا ملک کھو دیا' قرض اور کرپشن میں ڈوب کر اپنے عوام کو بھی دنیا کی نظروں میں حقیر اور فقیر بنادیا۔ ان عوام کو تم نے دانستہ غربت اور جہالت میں مبتلا رکھا۔

اے جعلی لیڈرو' اے تنکوں کے بنے ہوئے بادشاہو' تم نے مجھے یاد کرنے کا بھی وتیرہ بنالیا ہے' لیکن تم مجھے اس طرح یاد کرتے ہو جس طرح میں نہیں تھا۔ واللہ! جس طرح میں کبھی نہیں تھا' تم مجھے اسی طرح یاد کرتے ہو جس طرح تمہیں ضرورت اور سیاسی سہولت ہوتی ہے۔ تم اس حقیقت سے انکار کرتے ہو کہ میں تعصب اور عناد سے یکسر پاک انسان تھا۔ میں آزاد' ترقی کا دلدادہ اور قوت برداشت رکھنے والا ایسا انسان تھا جسے خداداد سیاسی بصیرت اور عقل سلیم عطا ہوئی تھی اور جو ہوائی قلعے نہیں بناتا تھا تم یہ بھی نہیں مانتے کہ میں ایک عام انسان تھا' جس میں بہت سی خوبیاں ہوتی ہیں تو کچھ خامیاں بھی ہوتی ہیں' جو کامیابیوں اور ناکامیوں کا مرقع ہوتا ہے۔ میں تو وہ شخص تھا جس نے ایک نصب العین سامنے رکھ کر بھرپور جدوجہد کی۔ اس تحریک میں قسمت نے یاوری کی اور مجھے اپنے نصب العین کی تکمیل کا شرف حاصل ہوا۔ تم بڑی آسانی سے یہ بات بھول جاتے ہو کہ پاکستان حاصل کرنے کے بعد جب میرا وقت پورا ہوگیا تو میں اس دنیا سے چلا گیا لیکن دنیا سے رخصت ہوتے وقت میرے دل میں یہ خدشہ موجود تھا کہ اپنے پیچھے میں کیا چھوڑ کر جارہا ہوں' اپنی وفات پر میں نے یہ وراثت جن لوگوں کے سپرد کی' ان پر مجھے کوئی اعتماد نہیں تھا اور اگر تھا تو بہت کم تھا۔ تاہم اس وقت میں جو کچھ کرچکا تھا مجھے اس پر نہ افسوس ہے۔ نہ ملال۔

میں ہرگز یہ خواہش نہیں کرتا کہ مجھے مقدس گائے بنایا جائے' میری تحریم و تعظیم کے لئے توپوں کی سلامی دی جائے لیکن میری باتوں کو غلط اقتباس کیا جاتا ہے یا ان کا صحیح مفہوم نہیں بتایا جاتا یا غلط مطالب گھڑے جاتے ہیں تو مجھے اس پر ضرور غصہ آتا ہے' میں نے پختہ قوت ارادی سے ایک ایسی قومی ریاست کا تصور پروان چڑھایا اور اس ریاست کو جنم دیا تھا جو جمہوری اور سیکولر ہو اور جس کی نظر مستقبل کے ارتقاء کی طرف ہو۔ میرے نظریات میں ہٹ دھرمی' تعصب' تھیوکریسی' عدم تحمل' عدم برداشت اور نفرت نے کسی قسیم کا کردار ادا نہیں کیا۔ اگست 1947ء میں آزادی کے گھڑیال کی آخری ٹک تک سے تین دن پہلے میں نے پختہ فکری اور پختہ عزمی سے تمہاری پہلی دستور ساز اسمبلی میں یہ سب کچھ اپنی تقریر میں کہہ دیا تھا لیکن اب میں محسوس کرتا ہوں کہ تمہارے کان ان الفاظ کی سماعت سے محروم ہیں۔ اس تقریر کا ایک مسخ شدہ متن میرے سرکاری سوانح نگار بولیتھو کو دیا گیا جسے حکومت نے یہ کتاب لکھنے کے لئے مدعو کیا تھا۔

میں نے 11۔ اگست 1947ء کو جو الفاظ کہے تھے وہ تمہیں پسند آئیں یا نہ آئیں' تمہیں مناسب معلوم ہوں' یا تمہاری ضرورتوں سے عدم مطابقت رکھتے ہوں۔ یہ الفاظ تمہارے ملفوف دماغوں اور زنگ خوردہ روحوں کے لئے زیادہ لبرل' انسانیت دوست متحمل صفت اور ترقی پسندانہ ہوں اور یہ تمہارے فہم و فراست میں نہ آسکیں تو بھی یہ میرے ایقان اور عقیدے کے مظہر ہیں۔ یہ میرا عہد نامہ ہے' تم نے ان کی نفی کردی ہے۔

آج میرے ملک کی سرزمین پر کیا ہو رہا ہے؟ اس ملک کو فرقہ پرستی اور نسلی فسادات نے لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ روزانہ معصوم لوگوں کو مارا جارہا ہے' تحمل ختم ہوچکا ہے' عصبیت کو فروغ حاصل ہے۔ امتیازی قوانین کی کثرت ہے۔ میں

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ا بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

چین کا پاکستان کو ایٹمی ٹیکنالوجی دینے کا مسئلہ

امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان جیمز رابن نے کہا ہے کہ چین ایٹمی ٹیکنالوجی دوسرے ممالک کو منتقل نہ کرنے کے عہد کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔ اس سے پہلے واشنگٹن پوسٹ کے حوالے سے یہ خبر ملی تھی کہ چین نے پاکستان کو ایٹمی ٹیکنالوجی منتقل کر کے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے جو کہ اس نے ایسی ٹیکنالوجی کسی بھی ملک کو نہ دینے سے متعلق کر رکھا ہے۔ اسی اخبار نے پاکستان پر بھی یہ الزام لگایا تھا کہ وہ بین الاقوامی تحفظات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے ایٹمی پروگرام پر عمل کر رہا ہے۔ محکمہ خارجہ امریکہ نے اس خبر کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ واشنگٹن ٹائمز میں شائع ہونے والی رپورٹ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کو حاصل ہونے والی تازہ ترین اطلاعات کے مطابق گزشتہ سال مئی میں چین کو کرائی گئی یاد دہانی کے بعد اس نے ایسی کوئی کارروائی نہیں کی جس سے ایٹمی ٹیکنالوجی کی منتقلی کے حوالے سے خلاف ورزی ثابت ہوتی ہو۔

امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان نے ایک بار پھر کہا کہ کلنٹن انتظامیہ کو ایٹم اور میزائلوں کے پھیلاؤ پر گہری تشویش ہے۔ اور امریکی حکومت اس حوالے سے رپورٹوں کا انتہائی سنجیدگی سے جائزہ لیتی ہے۔

○○○

افغانستان کی تقسیم کا خطرہ

کچھ عرصہ پہلے طالبان کی مسلسل کامیابیوں کے بعد اور ان کا کابل پر قبضہ ہونے کے بعد یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ اب افغانستان کا مسئلہ طالبان کے ہاتھوں طے ہو جائے گا۔ اور حکمت یار کی طرح مسعود بھی میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ لیکن جب سے مزار شریف میں طالبان کو شکست ہوئی ہے اور ان کے سینکڑوں فوجی قیدی بنا لئے گئے ہیں ان کا طنطنہ بھی ختم ہو گیا ہے اور انہوں نے بھی کابل کی بجائے قندھار سے اپنی کارروائیاں کنٹرول کرنا شروع کر دی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی اب اتنے پر اعتماد نہیں ہے جتنا کہ پہلے تھے اور انہوں نے اپنا بوریا بستر کابل سے قندھار منتقل کرنا شروع کر دیا ہے اور اب طالبان کی طرف سے تمام تر سیاسی سفارتی سرگرمیاں قندھار سے کنٹرول کی جا رہی ہیں۔ شمال کے علاقوں میں استاد ربانی اور ان کے اتحادیوں کی جانب سے مزار شریف کو متوازی حکومت قرار دے دیا گیا ہے اور تمام بین الاقوامی وفود جو افغانستان میں امن قائم کرنے کے لئے وہاں جاتے ہیں وہ قندھار اور مزار شریف ہی کا رخ کرتے ہیں۔ اور اس طرح کابل بطور قومی دارالحکومت کے اپنی حیثیت کھو رہا ہے۔ ویسے بھی اب یہ شہر مسلسل جنگوں میں نشانہ بننے کی وجہ سے ایک بڑے کھنڈر میں تبدیل ہو چکا ہے۔ 20 سالہ جنگ میں یہ خوبصورت شہر تباہ و براد ہو گیا ہے اور ساری آبادی مسلسل عذاب میں مبتلا ہے۔ تاریخی عمارتیں' چڑیا گھر' عجائب گھر سب تباہ ہو چکے ہیں۔

بعض تجزیہ نگاروں کا یہ خیال ہے کہ مزار شریف اور قندھار کی صورت حال افغانستان کی تقسیم کے مترادف ہیں اور ہر پارٹی اس میں برابر کی حصہ دار ہے۔ اگرچہ اس میں طالبان کی ذمہ داری کچھ زیادہ ہی ہے کیونکہ کابل ان کے قبضہ میں ہونے کے باوجود انہوں نے قندھار کی اہمیت بڑھادی ہے۔ حالانکہ اگر وہ کابل کے معاملہ میں اس کم ہمتی کا مظاہرہ نہ کرتے تو دارالحکومت ان کے قبضہ میں ہونے کی وجہ سے ان کی اپنی اہمیت بھی دوسروں سے زیادہ ہوتی لیکن اب وہ بھی دوسروں گروہوں کی طرح ایک جنگجو گروہ بن گئے ہیں اور افغانستان کی تقسیم میں حصہ دار بن گئے ہیں۔

○○○

ترکی میں رفاہ پارٹی کی قانونی

جدوجہد

ترکی کے سابق وزیر اعظم نجم الدین اربکان نے اعلان کیا ہے کہ ان کی رفاہ پارٹی اس متنازعہ تعلیمی قانون کو آئینی عدالت میں چیلنج کرے گی جس کے تحت پانچ سے آٹھ سال کے بچوں کے لئے سیکولر تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قانون آئین اور انسانی حقوق کے خلاف ہے۔

ترکی میں حکومت اور فوج ان دنوں ملک میں اسلامی رجحانات کی روک تھام کے لئے قانون سازی کر رہی ہے اور عدالتوں میں رفاہ پارٹی کے خلاف ایک ریفرنس بھی دائر ہو چکا ہے کہ اس کو سیکولر دستور کی خلاف ورزی کے جرم میں غیر قانونی قرار دیا جائے۔ رفاہ پارٹی اس مقدمے میں بھی عدالت میں اپنا کیس لڑ رہی ہے۔

○○○

ملیریا کے خلاف عالمی کانفرنس

وائس آف امریکہ کے مطابق ہر سال 30 لاکھ افراد ملیریا سے ہلاک ہو جاتے ہیں' اور ملیریا فاؤنڈیشن کا کہنا ہے کہ ملیریا سے ہر سال اس سے زیادہ لوگ ہلاک ہوتے ہیں جتنے گزشتہ 15 سال میں ایڈز سے ہلاک ہوئے ہیں۔ لیکن ایڈز پر جو رقم تحقیق کے لئے خرچ کی جاتی ہے اس کا اندازہ ایک ارب ڈالر لگایا گیا ہے جبکہ ملیریا کے خلاف تحقیق کے لئے اس کے دسویں حصے سے بھی کم فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں۔

اب اس سلسلے میں دنیا بھر سے سائنس دان ملیریا کے بارے میں تحقیق کے لئے مزید فنڈز کی فراہمی کی کوششوں کو تیز کرنے کے لئے بھارت کے شہر حیدر آباد میں جمع ہو رہے ہیں۔ جہاں وہ ایک کانفرنس میں حصہ لیں گے اور اس مسئلے کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے مقالے پڑھیں گے اور تجاویز پیش کریں گے اور ان تجاویز پر بحث کریں گے۔

حیدر آباد ہی وہ شہر ہے جہاں ایک سو سال قبل ایک برطانوی سائنس دان نے دریافت کیا تھا کہ ملیریا مچھر سے پھیلتا ہے۔

○○○

بچوں سے کی جانے والی ناانصافیاں

اقوام متحدہ کے ایک ذیلی ادارے یونی سیف نے بچوں کے متعلق ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں بچوں کے ناپختہ شعور کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس رپورٹ میں دنیا بھر کے عدالتی نظاموں کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نہ صرف تیسری دنیا بلکہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی بچوں سے کتنی ناانصافی کی جا رہی ہے۔

اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مصر میں بچوں کو عصمت فروشی پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اور بعد ازاں انہیں مجرم قرار دے کر سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ آسٹریلیا میں قدیم باشندوں کے بچوں اور دیگر نو آباد قوموں کے بچوں میں شدید امتیاز برتا جاتا ہے اور نئے باشندوں کے بچوں کے مقابلے میں پرانے باشندوں کے بچوں کو 18 گنا زیادہ سزا دی جاتی ہے۔ اس رپورٹ میں سوڈان کی اسلامی حکومت پر بچوں کو بھی کوڑوں' اعضاء کاٹنے اور پھانسی تک کی سزائیں دینے کا الزام لگایا گیا ہے۔ اسرائیل کی حکومت دریائے اردن کے مغربی کنارے کے بچوں کو اسرائیلی سیکورٹی قوانین کے تحت غیر انسانی سزائیں دیتی ہے۔ اور سب سے افسوسناک امر ہے کہ ان بچوں کو پیروی کے لئے وکیل کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔ رپورٹ کے مطابق گزشتہ پندرہ سالوں میں نو ملکوں نے بچوں کو سزائے موت دی۔ انگلستان میں بعض اوقات بچوں کو غیر معینہ مدت تک قید میں رکھا جاتا ہے۔ روسی فیڈریشن میں بچوں کے جرائم کے لئے کوئی علیحدہ عدالت موجود ہیں۔ نہ ہی علیحدہ جج' پراسیکیوٹر' یا وکیل ہیں۔ پاکستان بنگلہ دیش اور بھارت اور دوسرے کئی ملکوں میں مجرم گرداننے کی کم سے کم عمر سات سال ہے۔ امریکہ بھی اس معاملے میں بری الذمہ نہیں امریکہ میں 137 بچوں کو سزائے موت دی جا چکی ہے۔ جن میں سے نو بچوں نے 18 سال کی کم عمر میں جرم کیا تھا۔ ویسے سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا بچے مجرم پیدا ہوتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن بعد میں اس کے ماں باپ اور اس کا ماحول اس کو مجرم بنانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور اگر ماں باپ اور معاشرہ اپنا فرض ٹھیک طور پر ادا کرے تو ان مجرم بچوں کی بھاری اکثریت کو مجرم ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔

○○○

بقیہ صفحہ 3

نشان تھا جس کی ساری زندگی ایک نشان بنی رہی۔ تو احمدیت میں اس قسم کے ہیں جو گودڑیوں کے لعل ہیں اور کثرت سے ہیں۔ اس جماعت کا دنیا میں کون مقابلہ کر سکتا ہے جن کو عبادالرحمان نصیب ہو جائیں اللہ خود ان کی حفاظت فرمایا کرتا ہے۔

پس تم عبادالرحمان بننے کی کوشش کرو کیونکہ صرف پرانے عبادالرحمان کی کمائی کھانے سے ہمارا گزارا نہیں چلے گا' ہمیں اگلی نسلوں کی پرورش' اگلی صدیوں کی' ہزار سال کی پرورش کا ارادہ لے کر اٹھنا چاہئے اور اس لئے ہمیں اپنے گردوپیش' اپنی ذات میں ہر جگہ عبادالرحمان بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

بقیہ صفحہ 3

میں ایک لفظ بھی تبدیل نہ کیا جاوے اور میں پورے یقین سے آپ کو کہتا ہوں کہ آپ کے قانونی بیان سے وہ زیادہ موثر ہوگا اور جس نتیجہ کا آپ کو خوف ہے وہ ظاہر نہیں ہوگا بلکہ انجام (اللہ نے چاہا تو) بخیر ہوگا۔ اور اگر فرض کر لیا جاوے کہ دنیا کی نظر میں انجام اچھا نہ ہو یعنی مجھے سزا ہو جاوے تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ میں اس وقت اس لئے خوش ہوں گا کہ میں نے اپنے رب کی نافرمانی نہیں کی"

لالہ دینا ناتھ کہتے تھے کہ مولوی فضل الدین صاحب نے بڑے جوش اور اخلاص سے اس طرح پر مرزا صاحب کا ڈیفنس پیش کیا۔ اور کہا کہ انہوں نے پھر قلم برداشتہ اپنا بیان لکھ دیا۔ اور خدا کی عجیب قدرت ہے کہ جیسا وہ کہتے تھے اسی بیان پر وہ بری ہو گئے۔

مولوی فضل الدین صاحب نے ان کی راستبازی کے لئے ہر قسم کی مصیبت کو قبول کر لینے کی جرات اور بہادری کا ذکر کر کے حاضرین مجلس پر ایک کیف آور حالت پیدا کر دی۔ اس پر بعض نے پوچھا کہ آپ پھر مرید کیوں نہیں ہو جاتے۔ تو انہوں نے کہا کہ میرا ذاتی فعل ہے اور تمہیں یہ حق نہیں کہ سوال کرو میں انہیں ایک کامل راستباز یقین کرتا ہوں اور میرے دل میں ان کی بہت بڑی عظمت ہے۔

لالہ دینا ناتھ نے یہ قصہ بیان کرنے کے بعد کہا کہ اس دن سے میرے دل میں بھی ان کی عظمت ایک روحانی مہارش کی ہے۔

(الحکم 14۔ نومبر 1934ء ص 3

بقیہ صفحہ 5

نے ایک لمحے کے لئے بھی یہ نہیں سوچا تھا کہ میں نے جو ملک تشکیل دیا ہے اس میں ایک ایسا غیر منصفانہ قانون بھی رائج ہوگا جو ایک فرقے کو جو کبھی اکثریت کا حصہ تھا' اقلیت میں بدل دے گا۔ ایک ایسا قانون بھی ہوگا جس کے تحت ایک فرقے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے پر تین سال قید کی سزا کا عذاب برداشت کرنا پڑے گا۔

تم پچاسویں سالگرہ پر کس بات کا جشن منا رہے ہو؟ انارکی اور بدامنی کا جشن......؟ یا اس بات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا جشن کہ 1947ء میں تمہیں جو ملک دیا گیا تھا وہ آدھا رہ گیا ہے؟ یا اس بات کا جشن کہ 1948ء میں اس ملک کی آبادی ساڑھے تین کروڑ تھی اور اب آدھے حصے میں آبادی چودہ کروڑ ہو گئی ہے؟..... ان چودہ کروڑ میں سے چار کروڑ لوگ غربت کی نچلی سطح سے بھی پست زندگی گزار رہے ہیں۔ سات کروڑ لوگوں کو صحت کی ابتدائی اور بنیادی سہولتیں بھی حاصل نہیں ہیں۔ ساڑھے نو کروڑ کو حفظان صحت کی بنیادی سہولتیں اور گندے پانی اور بول براز کے نکاس کے وسائل حاصل نہیں ہیں۔ ہر سال 8 لاکھ بچے پیدا ہوتے ہی مرجاتے ہیں اور ان اموات کی زیادہ تعداد غذا کی عدم دستیابی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس کے باوجود آبادی کے اضافے میں شرح کم و بیش تین فیصد ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ 2023ء تک اگر ملک مجموعی طور پر قائم رہتا ہے تو آبادی 30 کروڑ ہو جائے گی۔

میرے زمانے میں ڈالر کی قیمت تین روپے تھی، اب تم اسے 42 روپے میں خریدتے ہو اور کمائی کئے بغیر تم خرچ کس افراط سے اور کتنے بے دریغ انداز میں کرتے ہو؟ اس برس قومی بجٹ میں 2.7 ملین روپے صحت کے لئے مختص کئے گئے ہیں، اس سے 10 کروڑ بیماروں کا علاج کیا جائے گا۔ ضرورت مندوں کو ادویات دی جائیں گی۔ کچھ اسی قدر رقم وزیراعظم کے نام مختص کی گئی ہے۔ تاکہ وہ اپنے سیکرٹریٹ میں جعلی شان و شکوہ سے قیام فرماہوں اور بیکار نمود و نمائش سے امور حکومت سرانجام دیں۔ کیا بجٹ کی ان دو مختص شدہ رقوم میں جو فرق ہے۔ اسے عوام اپنی جہالت کی وجہ سے برداشت کرتے ہیں؟ اس رقم کی صرف ایک تہائی یعنی 0.9 بلین روپے تعلیم کے کھاتے میں دیئے گئے ہیں جبکہ ملک میں شرح خواندگی 30 فیصد سے بھی کم ہے.....

کیا یہ ہنسنے کا مقام ہے یا رونے کا؟

کیا یہ جشن کا موقع ہے یا نادم ہونے اور پچھتانے کا..... میں اس مزار میں مجبور اور بے بس پڑا ہوں، تم نے اس ملک کی جو بھونڈی صورت بنادی ہے اور جو حالت خود میری کردی ہے، میں اس پر شدید مایوسی محسوس کرتا ہوں۔"

(ترجمہ الف۔ سین)

یوم تحریک جدید

29- اگست 97ء

○ مجلس مشاورت 1991ء کے فیصلہ کہ "چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات کے لئے کم از کم دو مرتبہ "یوم تحریک جدید" منانے کا اہتمام کیا جائے۔" کی تعمیل میں امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ سال رواں کا دوسرا "یوم تحریک جدید" مورخہ 29- اگست 1997ء بروز جمعہ منایا جائے۔ جس میں احباب جماعت کو چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔

اس موقعہ پر امراء صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسہ منعقد کرکے دیگر مطالبات کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

اس دن تحریک جدید کے ذریعے جماعت پر نازل ہونے والے انعامات و افضال الٰہیہ کا حسین تذکرہ احباب جماعت کے سامنے کیا جائے۔

امسال حضرت امام جماعت احمدیہ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1997ء کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی انعامات و افضال جو جماعت پر نازل ہوئے ان کا ذکر فرمایا جس کا خلاصہ مندرہ ذیل ہے۔

1۔ امسال دنیا بھر سے 30,04584 افراد نے بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔

2۔ 96 ممالک کی 221 قوموں کے افراد نے عالمی بیعت کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔

3۔ 52 زبانوں میں کلام الٰہی کے تراجم چھپ کر کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ 24 زبانوں کے تراجم چھپائی کے مختلف مراحل میں ہیں۔

4۔ جماعت احمدیہ بفضل تعالیٰ 153 ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔

5۔ امسال 106 نئی بیوت الذکر تعمیر کرنے کی توفیق ملی اور 809 بیوت بنی بنائی ہمیں مل گئیں۔

6۔ امسال بفضل تعالیٰ دنیا بھر میں 2336 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔

7۔ 97 ممالک میں 287 دعوت الی اللہ کے مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ 962 مربیان و معلمین اور 34 پاکستانی ڈاکٹرز خدمات دین بجالا رہے ہیں۔

8۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو لٹریچر کی اشاعت عالمگیر پیمانے پر کرنے کی اس کثرت سے توفیق دے رہا ہے کہ اس کا احاطہ کرنا محال ہے۔

9۔ گنی بساؤ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 16 ارکان پارلیمنٹ احمدی ہو چکے ہیں۔

اس دن حسب ذیل چند مطالبات تحریک جدید پر خصوصی روشنی ڈالی جائے

(۱) احباب سادہ زندگی بسر کریں۔ لباس کھانے اور رہائش میں سادگی اختیار کی جائے۔ (۲) والدین اپنی اولاد کو خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ (۳) نوجوان اور پنشنر احباب دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔ (۴) رخصت کے ایام خدمت دین کے لئے وقف کریں (۵) اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ (۶) جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا کام جو بھی مل سکے کر لیں۔ (۷) قومی دیانت کا قیام کریں (۸) مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کے لئے خاص دعا کریں۔

نوٹ۔ اگر کسی وجہ سے 29- اگست کو یوم تحریک جدید منایا نہ جاسکتا ہو تو جماعتی فیصلہ کے تحت اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو جلسہ "یوم تحریک جدید" منایا جائے۔

آپ سے درخواست ہے کہ جلسہ "یوم تحریک جدید" کی رپورٹ سے دفتر کو مطلع فرمائیں۔

(وکیل الدیوان۔ تحریک جدید)

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

منگل 26- اگست 1997ء

12-00 رات۔ اردو کلاس۔
1-00 تعلیم دین حق۔ روحانی خزائن۔
2-00 ہومیو پیتھی کلاس حضرت صاحب کے ساتھ۔
3-00 نارویجین زبان سیکھئے۔
4-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت صاحب کے ساتھ۔
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 سپورٹس۔ النور باسکٹ بال ٹورنامنٹ فضل عمر بمقابلہ ڈیفنس ڈیئر۔
7-00 اردو کلاس۔
8-00 نارویجین زبان سیکھئے۔
9-00 ہومیو پیتھی کلاس حضرت صاحب کے ساتھ۔
10-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت صاحب کے ساتھ۔
11-00 پشتو پروگرام۔
11-30 لقاء مع العرب۔
12-00 تعلیم دین حق۔ روحانی خزائن۔
1-00 لقاء مع العرب۔
2-00 اردو کلاس۔
3-00 طبی معاملات۔ صحت و نگہداشت ماں اور بچہ حصہ چہارم۔ میزبان۔ ڈاکٹر امتہ الرشید۔ مہمان۔ ڈاکٹر نصرت جہاں۔
4-05 تلاوت۔ خبریں۔
4-30 فرنچ زبان سیکھئے۔
5-00 انڈونیشین پروگرام۔
6-00 بنگالی پروگرام۔
7-00 ترجمان کلام الٰہی کلاس۔
8-00 لقاء مع العرب۔
9-00 نارویجین پروگرام۔
10-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔
11-00 جرمن کلاس۔

بدھ 27- اگست 1997ء

12-00 رات۔ اردو کلاس۔
1-00 اراؤنڈ دی گلوب۔ ہماری کائنات۔
2-00 ترجمان کلام الٰہی کلاس۔
3-00 فرنچ زبان سیکھئے۔
4-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 طبی معاملات۔ صحت و نگہداشت ماں اور بچہ حصہ چہارم میزبان۔ ڈاکٹر امتہ الرشید۔ مہمان۔ ڈاکٹر نصرت جہاں۔
7-00 اردو کلاس۔
8-00 فرنچ زبان سیکھئے۔
9-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس۔
10-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 کوئز۔ سیرت حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ حصہ چہارم۔
11-30 (-) اصول کی فلاسفی۔
12-30 اراؤنڈ دی گلوب۔ ہماری کائنات۔
1-00 لقاء مع العرب۔
2-00 اردو کلاس۔
3-00 سیرت رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت ایم۔ امام دین صاحب۔
4-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30 عربی زبان سیکھئے۔
5-00 انڈونیشین پروگرام۔
6-00 بنگالی پروگرام۔
6-45 ترجمان کلام الٰہی کلاس۔
8-00 لقاء مع العرب۔
9-00 فرنچ پروگرام۔
10-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت صاحب کے ساتھ۔
11-00 جرمن سروس۔

جمعرات 28- اگست 1997ء

12-00 رات۔ اردو کلاس۔
1-00 المائدہ۔ سبزی بھجیا۔
1-45 ترجمہ کلام الٰہی کلاس۔
3-00 عربی زبان سیکھئے۔
3-30 عربی پروگرام۔ قصیدہ۔ نظم۔
4-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت صاحب کے ساتھ۔
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 کینیڈین ہورائزن۔
7-00 اردو کلاس۔
8-00 اردو کلاس۔
8-30 عربی پروگرام۔ قصیدہ نظم۔
8-45 ترجمان کلام الٰہی کلاس۔
10-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 ملاقات حضرت صاحب کے ساتھ۔
11-00 سندھی پروگرام۔ ترجمہ خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ (24-11-95)۔
12-00 کوئز پروگرام۔ تاریخ احمدی حصہ دہم۔
1-00 لقاء مع العرب۔
2-00 اردو کلاس۔
3-00 المائدہ۔ سبزی کی بھجیا۔
3-30 الزامات کے جوابات حضرت صاحب کی طرف سے۔ (16-6-94)
4-05 تلاوت۔ خبریں۔
4-30 ڈچ زبان سیکھئے۔
5-00 انڈونیشین پروگرام۔
6-00 بنگالی پروگرام۔
7-00 ہومیو پیتھی کلاس۔ حضرت صاحب کے ساتھ۔
8-00 لقاء مع العرب۔
9-00 روسی پروگرام۔ مجلس سوال و جواب روس اور قازقستان کے احباب کے ساتھ۔ سیشن 6۔ (23-5-94) حصہ دوئم۔
10-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔
11-00 جرمن سروس۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 25 اگست-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 25 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 34 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم محمد نواز شریف کی زیر صدارت اجلاس میں وفاقی کابینہ نے امن و امان کی بحالی اور قومی سلامتی کے ایکشن پلان کی منظوری دے دی ہے۔ دہشت گردی اور سمگلنگ کے خلاف فوج سے مدد لینے کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔ مسلح افواج تربیت' معلومات جمع کرنے اور فضائی نگرانی میں مدد دینے کے علاوہ سمگلنگ اور دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے بوقت ضرورت سرجیکل آپریشن بھی کریں گی۔ رینجرز اور فرنٹیر کور استعمال کئے جائیں گے۔ گورنر سرحد کی سربراہی میں کمیٹی ہتھیاروں کی سمگلنگ روکنے کے لئے جامع منصوبہ پیش کرے گی۔ حساس اطلاعات کے تبادلے کے لئے صوبوں میں خصوصی مانیٹرنگ سیل قائم کئے جائیں گے۔ اسی طرح منشیات کی سمگلنگ روکنے کے لئے ہوائی اڈوں پر خصوصی انتظامات کئے جائیں گے۔ جرات اور بہادری پر پولیس کو انعامات دیئے جائیں گے۔

○ چیف جسٹس کی رہائش گاہ پر فائرنگ کے 3 ملزم گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ ملزموں کا سرغنہ محمود عرف مودا اور دونوں ساتھی شراب کے نشہ میں دھت تھے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ انتہائی حساس رہائش گاہ کے قریب فائرنگ کر رہے ہیں۔ تینوں عادی مجرم ہیں -11- مقدمات میں ملوث ہیں۔ ان کا مقصد چیف جسٹس کی رہائش گاہ کو نشانہ بنانا نہیں تھا۔ ان پر مقدمہ خصوصی عدالت میں چلے گا۔

○ فوجی سربراہوں نے انسداد دہشت گردی ایکٹ کی حمایت کر دی ہے۔ ایکٹ سے داخلی سلامتی کی صورت حال بہتر ہو گی۔ اور کہا ہے کہ اس قانون کے تحت حاصل اختیارات انتہائی ذمہ داری سے استعمال ہونے چاہئیں۔ جائنٹ چیفس آف سٹاف کے اجلاس میں کراچی' کشمیر کی تازہ ترین صورت حال' علاقائی سلامتی' افغانستان میں حالیہ تبدیلیوں اور جرمنی سمیت مختلف ممالک کے دفاعی نظام کے ساتھ بات چیت پر بھی غور کیا گیا۔

○ کسان بچاؤ تحریک کے رہنماؤں نے ملک بھر میں احتجاج کرنے کا اعلان کیا ہے۔ سرگودھا کے کمپنی باغ میں تحریک کے رہنماؤں نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت نے زرعی ٹیکس لگا کر غریب کاشتکاروں کا خون کیا ہے۔ جلسہ گاہ کے قریب فوج کی گاڑیاں لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی رہیں۔ پولیس نے جلسہ گاہ کو گھیرے رکھا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اگر حکومت کی پالیسیاں نہ بدلیں تو حکومت کا مزید چلنا مشکل ہو گا۔ انسداد دہشت گردی کا قانون پورے ملک کے لوگوں کو سزا دینے کے مترادف ہے۔ خصوصی عدالتوں کے ججوں کے تقرر کے لئے چیف جسٹس سے مشورہ بھی نہیں کیا گیا۔ میں بھی قبائلی علاقوں کا دورہ کروں گی۔ اگر وہ لوگ براہ راست منتخب ہو سکتے ہیں تو سیاسی جماعتوں پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔

○ وفاقی وزیر قانون و پارلیمانی امور راجہ محمد بشارت نے کہا ہے کہ وکلاء برادری قابل احترام ہے۔ اور ان سے توقع ہے کہ وہ انسداد دہشت گردی کے قانون کی حمایت کریں گے۔

○ تہران ریڈیو کے مطابق صدر فاروق احمد خان لغاری نے سپریم کورٹ میں ججوں کی تعداد کم کرنے کے فیصلہ پر عمل درآمد کرنے سے قبل سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس سے کسی قسم کا کوئی مشورہ یا رابطہ نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے حکومت اور عدلیہ میں محاذ آرائی کی سی کیفیت پیدا ہوتی دکھائی دیتی ہے۔

○ مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر اعجاز الحق نے کہا ہے کہ ملک میں چادر اور چار دیواری کا تحفظ ختم ہو چکا ہے۔

○ حکومت پنجاب کے حکم پر انسداد دہشت گردی کے لئے سخت اقدامات کے تحت تمام شہروں اور قصبوں کی مساجد اور امام بارگاہوں کے باہر پولیس کے ساتھ محافظ کمیٹیوں کے ارکان بھی ڈیوٹی دیں گے۔

○ قائد حزب اختلاف بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ پارلیمنٹ سے استعفیٰ نہیں دیں گے۔ قاضی کی گرفتاری کی مذمت کرتے ہیں۔

○ آصف زرداری کی جان کو خطرہ کے پیش نظر ملیر جیل سے منتقلی کے خلاف حکم امتناعی جاری کیا گیا ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے دہشت گردی ایکٹ کے خلاف قرارداد بھاری اکثریت سے مسترد کر دی ہے۔

○ وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کے بارے میں کسی پارٹی سے کوئی خفیہ معاہدہ نہیں ہوا۔ نئے سب انسپکٹر پولیس بھرتی کرنے کے لئے ہائی کورٹ کے جج کی نگرانی میں بورڈ تشکیل دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بیشتر تعلیمی ادارے بابوؤں کی فوج تیار کر رہے ہیں۔ دینی مدرسے طلباء کو برے کاموں پر اکساتے ہیں۔ شریف شہری تھانے جانے سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ تھانیدار ان کا استقبال گالیوں سے کرتے ہیں۔

○ حزب اختلاف کے رکن قومی اسمبلی نوید قمر نے کہا ہے کہ سپریم کورٹ کے جج کم کرنے پر تشویش ہے حکومت ججوں کی تعداد کم کر کے عدلیہ سے محاذ آرائی کر رہی ہے۔

○ اوڑھی سیکٹر میں پاک فوج کی جوابی کارروائی سے 10 بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے ہیں۔ بھارتی فوج مختلف سیکٹروں پر بھاری گنوں سے بلا اشتعال فائرنگ کر رہی ہے۔

○ فاروق آباد میں آسمانی بجلی گرنے سے دو بچوں اور عورت سمیت 4- افراد جاں بحق اور 3 شدید زخمی ہو گئے ہیں۔

○ کراچی کے مختلف حساس علاقوں میں اغوا تشدد بوری بند نعش' فائرنگ اور دھماکہ خیز مواد پھٹنے کے نتیجے میں 6- افراد ہلاک اور دو پولیس اہلکاروں سمیت 8- افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ کراچی پولیس نے 103 ملزمان گرفتار کر لئے ہیں۔

○ کوٹ ادو تھرمل پاور پروجیکٹ کی نج کاری سے واپڈا کو تین کروڑ ستر لاکھ کا نقصان ہوا ہے۔

○ دریائے سندھ میں ڈوبنے والے ایک نوجوان کو فوجیوں نے 20 گھنٹے کے بعد زندہ نکال لیا ہے۔

○ سابق وفاقی سیکرٹری مواصلات' تجارت و ماحولیات سلمان فاروقی تفتیش کے دوران دل کا دورہ پڑنے سے علیل ہو گئے۔ حالت خطرے میں ہے۔

○ روانڈا میں ہوتو قبائل نے 107 پناہ گزینوں کو زندہ جلا دیا۔ مسلح افراد نے تسی قبائل کے 8 ہزار پناہ گزینوں کے ایک کیمپ پر حملہ کر کے خیموں کو آگ لگا دی۔ بھاگنے والوں پر فائرنگ کی۔ اور جھلسنے والے افراد کو کلہاڑیوں سے کاٹ ڈالا۔ پناہ گزین شمال مشرقی کانگو میں 2 سال سے جاری نسلی تشدد سے بھاگ کر روانڈا آ گئے تھے۔

○ چین نے آسیان تنظیم میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کر دی ہے۔ اور کہا ہے کہ پچاس برس قبل تیار کی گئی منشور کی دستاویزات حقیقت پسندانہ محسوس نہیں ہوتیں۔

○ ایران نے کہا ہے کہ اگر امریکہ ایران کے خلاف دشمنی کا رویہ ترک کرنا چاہتا ہے تو وہ تہران کے خلاف دہشت گردی کے الزامات لگانا ترک کر دے۔

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ ڈاکوؤں' چوروں اور دہشت گردوں کو سر عام پھانسی دی جائے گی۔ قانون نافذ کر دیا ہے جس سے غریبوں کو بروقت انصاف ملے گا۔ کہیں ظلم دیکھیں مجھے اطلاع دیں۔

○ ہائیکورٹ نے 14 سول ججوں اور مجسٹریٹوں کے تبادلے کر دیئے ہیں۔

○ صوبے میں انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتوں نے کام کا آغاز کر دیا ہے۔

○ شادیوں پر پابندی سے گھی کی کھپت میں کمی سے 21 کروڑ ڈالر کی بچت ہوئی ہے۔ رواں مالی سال میں 16 لاکھ کی بجائے 14 لاکھ ٹن پام آئل منگانا پڑے گا۔

○ پاکستان جمہوری پارٹی کے سربراہ نوابزادہ نصراللہ خان نے کہا ہے کہ خصوصی عدالتیں متوازی عدالتی نظام ہے۔ انہوں نے دہشت گردی کے قانون کو چیلنج کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی شہری کو مارنے کا اختیار دے کر بنیادی آئینی حقوق کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ ججوں کی تقرری کے لئے چیف جسٹس سے منظوری نہیں لی گی۔ اس لئے ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔

○ لاڑکانہ ڈویژن کے ضلع شکارپور کا ایک نوجوان نصیر احمد سومرو کا قد 7 فٹ 3 انچ ہے جبکہ عالمی شہرت یافتہ عالم چنا کا قد 7 فٹ 6 انچ ہے۔ 20 سالہ نصیر احمد نے بتایا کہ سوٹ کے لئے دس میٹر کپڑا لگتا ہے۔ جوتا 18 نمبر کا آتا ہے۔ صرف قد ہی بڑا ہے۔ عمر چھوٹی ہے۔ عالم چنا کا ریکارڈ توڑنا چاہتا ہوں۔ لوگ حیرت زدہ نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور بچے مذاق اڑاتے ہیں۔ کھانے میں مچھلی گوشت پسند ہے۔

احمدی احباب کیلئے خصوصی رعائت
سرمد جیولرز
پروپرائیٹرز: شہزاد اسلم - رضوان اسلم
دوکان نمبر 4 عمر مارکیٹ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور
فون رہائش 7582408

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف گولڈ سمتھ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دوکان: 212515 رہائش: 212300

ھوالشافی
مرض اٹھراء خصوصاً اور دیگر تمام امراض کے علاج کیلئے
طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 211538

مرکز میں رہائش کیلئے بروقت منصوبہ بندی کریں
مکان یا پلاٹ کی خریداری کے لئے
رابطہ: کہکشاں پراپرٹی سنٹر نزد جلسہ گاہ جدید ربوہ
فون 211842

شیئرز و غیر ملکی کرنسی کی خرید و فروخت
کا با اعتماد ادارہ
ڈالر ایکسچینج
آفس 6-A گیلری 4 ریکس سٹی پلازہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
فون دفتر: 730288
رہائش: 726524
پروپرائیٹر ملک عبدالصمد
موبائیل: 661524-0300